نمبر 48

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے وقت کے امام المحدثین فی الحدیث تھے



مؤلف:
ڈاکٹر حامد علی علیمی

(یہ مضمون ماہنامہ جہانِ رضا فروری، مارچ لاہور پاکستان 2016 میں شائع ہوگیا ہے)

باہتمام:
راشد انصاری قادری رضوی

فیضانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کراچی پاکستان

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے وقت کے امام المحدثین فی الحدیث تھے

ڈاکٹر حامد علی علیمی

سرزمین ہندوستان بڑی زرخیز رہی ہے، بڑے بڑے نامور اہل علم وارباب فکر ونظر یہاں پیدا ہوئے اور عالمِ اسلام میں نام پیدا کیا۔ ان ہی نامور شخصیات میں ایک مولانا احمد رضا خاں حنفی ہیں، جو چودھویں صدی ہجری کے معروف اہل علم افراد میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کی ولادت ہفتہ کے دن بوقتِ ظہر بانس بریلی (ہندوستان) کے محلہ جسولی میں، ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ اپنے والد مولانا نقی علی خان کے علاوہ مرزا غلام قادر بیگ، شاہ آلِ رسول مارہروی، شاہ ابوالحسین احمد نوری اور مولانا عبدالعلی رامپوری تلمیذِ علامہ فضل حق خیرآبادی سے اکتسابِ فیض کیا۔ تقریباً چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ ختم کیا اور علومِ نقلیہ وعقلیہ کی تعلیم ۱۲۸۶ھ میں مکمل کی، اس وقت عمر صرف تیرہ سال، دس ماہ اور پانچ دن تھی۔ آپ کا وصال ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء، جمعہ کے دن ہندوستان کے معیاری وقت کے مطابق ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر، عین اذان کے وقت جوں ہی موذن نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا، اسی وقت مولانا احمد رضا خان نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

محدثِ اعظم کچھوچھوی نے کہا: ”علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجیے کہ جتنی حدیثیں فقہِ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے، اُن کی روایت ودرایت کی خامیاں ہر وقت از بر۔ علمِ حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ آپ کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح وتعدیل کے جو الفاظ فرمادیتے، اُٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب وتہذیب اور تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا، اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔۔۔ الخ“۔ سید ابوالحسن علی ندوی نے لکھا کہ ”وہ نہایت کثیر المطالعہ،

وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے۔ رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف و تالیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات و رسائل کی تعداد بعض سوانح نگاروں کی روایت کے مطابق پانچ سو ہے، جن میں سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ کئی ضخیم جلدوں میں ہے۔ فقہِ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاویٰ اور 'کفل الفقیہ الفاہم' اس پر شاہد عادل ہیں۔ الخ"۔

سابق وزیر اطلاعات ونشریات، مولانا کوثر نیازی نے اپنی تحریر میں لکھا کہ "بریلی میں ایک شخص پیدا ہوا، جو نعت گوئی کا امام تھا اور احمد رضا خان بریلوی جس کا نام تھا۔ ان سے ممکن ہے بعض پہلوؤں میں لوگوں کو اختلاف ہو، عقیدوں میں اختلاف ہو، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عشقِ رسول ان کی نعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے"۔

آپ نے پچاس سے زائد علوم وفنون میں ایک ہزار سے زائد اپنے رشحاتِ قلم یادگار چھوڑی ہیں، ان میں اہم ترین 'العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ معروف بہ 'فتاویٰ رضویہ'، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اور 'جد الممتار علی رد المحتار' وغیرہ ہیں۔ مدیر معارف (دار المصنفین، اعظم گڑھ) شاہ معین الدین احمد ندوی 'فتاویٰ رضویہ' پر تبصرہ کرتے ہوئے اظہارِ خیال یوں کیا: "دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی، مولانا نے جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ، محققانہ فتاویٰ مخالف وموافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں"۔

حدیث کی تعریف یوں کی گئی ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات، اوصاف یا ایام کی حکایت کرنے کا نام حدیث ہے۔ حدیث کا موضوع حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے اس حیثیت سے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جبکہ علمِ حدیث کی تعریف یوں کی گئی ہے: وہ علم جس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، احوال اور افعال کی معرفت ہوتی ہے۔ اس علم کی غرض وغایت دارین کی سعادت مندی سے بہرہ ور ہونا ہے۔

اب ہم یہاں مولانا احمد رضا کی علومِ حدیث میں کی گئی خدمات کو باعتبارِ علوم مختصراً

بیان کرتے ہیں:

علم اُصولِ حدیث میں آپ کی یہ کُتب قابلِ ذکر ہیں: 1۔ اَلْهَادُ الْکَافُ فِی حُکْمِ الضِّعَافِ (1313ھ/1895ء) (اردو) حدیث ضعیف کی شرعی حیثیت کا بیان۔ 2۔ مَدَارِجُ طَبَقَاتِ الْحَدِیْث (1313ھ/1895ء) (عربی) کُتب حدیث کی اقسام اور اُن کے احکام۔ 3۔ اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی فِی مَعْنَی اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِی (اردو) (1313ھ/1895ء) حدیث پر عمل کا طریقۂ کار اور غیر مقلدین کا رد۔ 4۔ اَلْاِفَادَاتُ الرَّضَوِیَّة فِی اُصُوْلِ الْحَدِیْث (عربی)۔ (اُصول حدیث میں افادات) 5۔ شَرْحُ نُخْبَةِ الْفِکْر (عربی): امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) کی معرکۃ الآراء نخبۃ الفکر کی شرح۔ 6۔ فَتْحُ الْمُغِیْث بِشَرْحِ اَلْفِیَةِ الْحَدِیْث (عربی) امام حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین عراقی (متوفی 806ھ) کی بے مثال کتاب پر حواشی وغیرہ۔

جبکہ علم اَسماء الرجال میں 1۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی 458ھ) کی کتاب الاسماء والصفات پر حواشی۔ 2۔ امام محمد بن احمد ذہبی (متوفی 748ھ) کی کتاب تذکرۃ الحفاظ پر حواشی۔ 3۔ امام محمد بن احمد ذہبی (متوفی 748ھ) کی کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال پر حواشی۔ 4۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) کی الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ پر حواشی۔ 5۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) کی تقریب التہذیب پر حواشی۔ 6۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) کی تہذیب التہذیب پر حواشی۔ 7۔ امام حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی انصاری (متوفی 923ھ) کی خلاصۃ تہذیب الکمال پر حواشی۔

علم جرح وتعدیل میں 1۔ امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی (متوفی 597ھ) کی کتاب کشف العلل المتناھیۃ پر حواشی۔ 2۔ امام عبدالوہاب بن محمد غوث مدارسی شیرازی کی کتاب کشف الاحوال فی نقد الرجال پر حواشی۔

آپ کی کُتب وتصانیف کے مطالعہ سے علومِ حدیث میں آپ کی یہ انفرادیت نظر آتی ہے

کہ آپ اکثر تخریج کرتے ہوئے استکثارِ مراجع پر نظر رکھتے ہیں، متنِ حدیث کی تصحیح و تحسین و تضعیف بیان کرتے ہیں، جسے آج کے دور میں اُصولِ تحقیق و تنقیح کا لازمی عنصر قرار دیا جارہا ہے، آپ جہاں تخریج کے وقت استکثارِ مراجع کا لحاظ رکھتے ہیں، وہیں متونِ راویات میں واقع کلماتِ مختلفہ کی طرف اشارہ بھی کردیتے ہیں، تاکہ قاری کو یہ وہم نہ ہو کہ تمام روایات میں الفاظ ایک جیسے ہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اسانید میں مختلف رواۃ کا ذکر ضرور کردیتے ہیں خصوصاً حضرات صحابہؓ کرام کے اسماء میں یہ اہتمام ضرور کرتے ہیں۔ ایک ہی روایت کے متن، اس کے مختلف کلمات اور رواۃ کا مستحضر ہونا، یقیناً مولانا کی پختہ ذکاوت اور قوی حافظہ کی دلیل ہے۔ دیانتِ علمی یہ ہوتی ہے کہ اپنے دلائل میں اگر کسی روایت کا کوئی راوی متکلم فیہ ہو تو اُسے کھلے دل سے تسلیم کیا جائے، نہ کہ اُس پر پردہ ڈال کر لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ مولانا کا تعلق چونکہ فقہِ حنفی سے ہے، لہٰذا اگر کسی مسئلہ کے تحت فقہِ حنفی کی کوئی متدل روایت کی سند میں کوئی متکلم فیہ راوی ہو تو اُس کی نشاندہی کردیتے ہیں، پردۂ خفاء میں نہیں رکھتے، لہٰذا مقالہ نگار اسے ایک علمی دیانت سمجھتا ہے، جس کا ذکر علمی منہج کے تحت ضروری ہے، نیز یہ علمی دیانت بدرجہ اتم آپ کی کُتب میں پائی جاتی ہے۔ اگر کسی نے بطور اعتراض راوی پر ایسی جرح کی ہو جو اصولِ حدیث کے تحت غیر معتبر ہو، تو آپ اُس پر علمی مواخذہ کرتے ہوئے اُسے رد کردیتے ہیں، نیز دلائل سے اُس راوی کی توثیق ثابت کرتے ہیں۔

امام الشان ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جب تک ہم حدیث کو ساٹھ وجہوں سے نہ پڑھتے ہمیں حدیث سمجھ نہیں آتی تھی۔ جس طرح قرآن کریم کی بعض آیات دوسری آیات کے اجمال کی وضاحت کرتی ہیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا معاملہ بھی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مختلف اوقات وحالات میں مختلف افراد کے لیے ایک ہی بات کبھی اجمالاً بیان کی کبھی تفصیل سے۔ یا کبھی محدثین کرام ہی احادیث کو کسی غرضِ صحیح کے لیے مختصر ذکر کرتے ہیں کبھی تفصیل سے۔ مولانا احمد رضا خان اپنے فتاویٰ میں مجمل روایات کو مفصل کرنے والی روایات ذکر کرکے ممکنہ اعتراض کو دفع کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ آپ کی کُتب میں علوم حدیث سے متعلق بہت سے نایاب گوہر موجود ہیں، جن پر مختلف مضامین کے تحت تحقیقی مقالہ جات لکھے جاسکتے ہیں، بلکہ لکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ علوم حدیث میں آپ کی کُتب وتصانیف کا مقام ومرتبہ واضح ہو، جس طرح علمِ فقہ میں اس کا مقام ومرتبہ مسلم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین